QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amiR
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

"موسوعۃ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیہ "

میں احادیث صحیح بخاری سے متعلق ڈاکٹر احمد شلبی کے مؤقف کا تحقیقی و تخریجی جائزہ

Encyclopedia of Islamic History and Islamic Civilization"

Research and Ecclesiastical Study of Dr. Ahmad Shalabi's Position on Hadith of Sahih Bukhari

Dr.Tasmia Kaukab
Assistant in Dept. of Economics, The Govt Sadiq College Women University Bahawalpur, Pakistan Email: tasmia12sh@gmail.com
Sobia Nosheen
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, Government College University Faisalabad Email: sobia616@gmail.com
Muhammad Naimat Ullah
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, University of Education, Lahore
Email: muhammadnaimatullah53@gmail.com https://orcid.org/0009-0004-9412-1686

Dr. Ahmed Jabullah Shalabi is one of the famous teachers in Egypt. One of his multitudinous is ""موسوعۃ التاریخ الاسلامی والحضارۃالاسلامیۃEncyclopedia of Islamic History and Islamic Civilization". In a way, it is an encyclopedia of Islamic history. And since Dr. Ahmad Shalabi is one of the modernist scholars and mujtahids, the way in which he has described Islamic history in the said book needs to be weighed in the correct scale. In this ten-volume book, the researcher has tried to research only the hadiths of Sahih Bukhari, narrated in the first volume of Mousooah.

This is the age of materialism and modernism. In this Western invading environment, people are moving away from religion. The reason of this distance is lack of religious knowledge and facts. Therefore, due to lack of knowledge, such people are quickly accepting the influence of the ideas of the scholars who are intimidated by modernists, Orientalists and disbelievers and follow these theories without any research.There is a need to weigh these innovative ideologies in the correct Shariah scale of Islam and present them to the people so that there is a distinction between right and wrong. The subject under discussion is a research and extravagant review of the views, opinions and ideas of Dr. Ahmed Shalabi about the hadiths of Sahih Bukhari.The descriptive research method is used for this as far as possible, and basic sources are sufficient for

the expression of an idea or opinion. Arabic, English and Urdu books are used equally. Basic books on history, biography, hadith and principles of hadith are used.

Key words: Ahmad shalbi, Sahih Bukhari, Mousoa tul tarikh al-islami, Hadith.

تمہید و تعارف:

دنیائے اسلام میں یونانی علوم کی آمد سے علمی فکریات ارتقاء پذیر رہے۔ اس ارتقاء کے نتیجے میں مسلم سیاسی و سماجی تناظرات بھی تنوع کا شکار رہے۔ اس تنوع میں جہاں سیاسی و سماجی عروج وزوال کارفرما تھے وہیں کائناتی عقلی علوم کے ارتقاء نے اپنا حصہ ڈالا۔ مسلم امہ کے تنزلی دور میں بالخصوص بیرونی افکار نے مسلم فکریات وعلوم اسلامیہ کو متاثر کیا۔ اس زمانے میں فکری رسائی وتحقیقات کے حوالے سے مسلمانوں کے ہاں علوم اسلامیہ بالخصوص علمِ حدیث وسیرت طیبہ میں داخلی ابحاث کی نقد و تنقیح کے حوالے سے تین اہم طبقاتی رجحانات پیدا ہوئے۔

1۔ روایت پسند طبقہ

2 ۔ میانہ رو طبقہ / معتدل طبقہ

3۔ جدت پسند طبقہ

یہ گروہ پہلے دونوں گروہوں کے بالکل خلاف نظریات کا مالک ہے۔ انھوں نے عقل اور سائنس کو آنکھیں بند کر کے قبول کیا اور ایسے معیاراتِ نقد متعین کیے ، جس سے ایک طرف اس بات کا شائبہ ہونے لگا کہ روایت و اعتدال کا تسلسل غیر معیاری، غیر تحقیقی اور معذرت خواہانہ ہے اور دوسری طرف نقد و تحقیق کے معیاراتِ غرب ہی علوم اسلامیہ کے لیے موزوں ہیں۔ مذہب کی ہر اس بات کو عقل اور سائنس کے ترازو میں تول کر رد کرنے لگے جو ان کے نزدیک عقلی و سائنسی معیار پر پورا نہیں اترتی۔ انہیں میں سے ایک مصر کے ڈاکٹر احمد شلبی شامل ہیں۔

ڈاکٹر احمد شلبی کا پورا نام " احمد جاب اللہ شلبی " ہے۔ آپ 1915ء کو مشرقی مصر میں پیدا ہوئے۔ معاہد الازھریہ سے تعلیم کا آغاز کیا۔ 1945ء میں دار العلوم قاہرہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ جامعہ لندن سے ایم-اے کی ڈگری حاصل کی اور کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد قاہرہ یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض سر انجام دینے لگے۔ 1955ء میں انڈونیشیاء میں "المرکز الثقافی المصری" کے مدیر بنے اور تقریباً 6 سال تک فرائض سر انجام دیتے رہے۔ ملیشیاء، انڈونیشیاء اور پاکستان کی جامعات میں بھی تدریسی عہدوں پر فائز رہے۔ اسی طرح " مجلس اعلی للشؤون الاسلامیہ " اور مجلس اعلی للثقافۃ کے رکن رہے۔ یونیسکو میں بھی بحیثیت رکن کام کیا۔ آپ کئی کتب اور مقالات کے مصنف ہیں اور ٹیلی ویژن پر آپ کے پروگرام بھی نشر ہوتے رہے۔ 2012ء میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔

مرحوم ڈاکٹر احمد جاب اللہ شلبی کی کتاب "موسوعۃ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیۃ" دس جلدوں میں ہے، جس میں انھوں نے آغاز اسلام سے لیکر دورِ حاضر تک کی تاریخ محفوظ کی ہے۔ ڈاکٹر احمد شلبی کا شمار محققین، مجتہدین اور اصحاب اعمال جدیدۃ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے موسوعۃ میں صحیح بخاری کے بارے میں جو مؤقف اختیار کیا ہے اسے صحیح شرعی میزان میں تولنے کی اشد ضرورت ہے۔ ذیل میں ان کے مؤقف کی مختصر اًنشاندہی کر کے تحقیقی و تخریجی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ جہاں ان کا اجماعِ امتِ مسلمہ سے تفرد پایا جاتا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ:

موضوع زیرِ تحقیق پر جب سابقہ کام کا جائزہ لیا تو کافی تگ و دو کے بعد دو چیزیں سامنے آئی ہیں۔ ایک ڈاکٹر انور الجندی کی کتاب "مفکرون وادباء من خلالِ آثارہ" جس میں انھوں نے زیرِ تحقیق کتاب پر تبصرہ لکھا ہے۔ اور دوسرا "البصیرۃ" جون 2019ء کی ساتویں جلد میں محمد اقبال صاحب کا آرٹیکل شائع ہوا ہے، جس میں موصوف نے "الموسوعۃ" کے مقدمے پر تبصرہ کرتے ہوئے اس میں موجود ڈاکٹر احمد شلبی کے اعتراضات کی نشاندہی کی ہے۔ لیکن اس پر ابھی تک تحقیق سامنے نہیں آئی۔ اس لئے محققہ نے کوشش کی ہے کہ صحیح بخاری کے بارے میں احمد شلبی کے مؤقف کا اصولِ روایت و درایت کی روشنی میں غیر جانبدارانہ تحقیقی جائزہ پیش کرے۔

الدکتور احمد شلبی اور الجامع الصحیح للبخاری:

الجامع الصحیح للبخاری کے بارے میں ایک مشہور قول "اصح الکتب بعد کتاب اللہ الجامع الصحیح" پر ڈاکٹر احمد شلبی صاحب نقد کرتے ہوئے یہ نقطۂ نظر اپناتے ہیں کہ صرف اور صرف قرآن مجید واحد ایسی کتاب ہے جس میں کسی بھی قسم بھی قسم کی کوئی غلطی موجود نہیں، باقی صحیح بخاری کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کی تمام احادیث صحیح ہیں اس میں کوئی بھی خطا نہیں تو یہ بات درست نہیں ڈاکٹر احمد شلبی اس بارے میں رقمطراز ہیں کہ

"والحكم يوضعها لايمس من قريب او بعيد باقي الاحاديث ، فوجود خطأ أو اخطاء محدودة في اي كتاب من الكتب لايضع من قيمة ، وكل كتاب يحتمل فيه الخطا ولعواب ، الاكتاب الله ، وليس من المعقول أن نرتفع بالبخاري ليصبح من العصمة في درجة تساوي القرآن " [1]

(اس کا قاعدہ اس لئے ہے کہ اس سے باقی حدیثوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا، قریب یا دور، کیوں کہ کسی بھی کتاب میں کسی خاص غلطی یا خطاء کی موجودگی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، اور ہر کتاب میں غلطی کی گنجائش موجود ہے مگر قرآن مجید واحد ایسی کتاب ہے جس میں غلطی نہیں اور یہ بات مناسب نہیں کہ بخاری کو بھی وہی درجہ / مقام دیا جائے جو قرآن مجید کا ہے۔)

ڈاکٹر شلبی کے مؤقف کا تحقیقی و تخریجی جائزہ:

اس حقیقت سے تمام علماء واقف ہیں کہ صحیحین اور دوسری کتب احادیث خاص اصولوں اور مخصوص مقاصد کی غرض سے احاطۂ تحریر میں لائی گئیں۔ ان میں سے کچھ میں سخت شرائط کے ساتھ صرف ضبط سند کا لحاظ کیا گیا، جسکی وجہ سے متن مکمل نہ ہوئے۔ الجامع، الصحیح، للبخاری کو "اصح الکتب" کا مقام اسی مضبوطئ سند اور سخت شرائط کے سبب حاصل ہے۔ یہی سبب بعض اوقات نہ صرف عوام الناس بلکہ اہل علم کے لئے بھی متن حدیث کو سمجھنے میں مشکلات پیدا کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتب احادیث جیسے "الادب المفرد" اور "جزء رفع الیدین" وغیرہ اور دیگر کتب صحاح، جیسے صحیح مسلم وغیرہ کو زیادہ سہل اور نافع سمجھا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "الجامع الصحیح" میں محض حدیث بیان نہیں کرتے بلکہ احکام و مسائل کا استنباط بھی کرتے ہیں۔ اس مقصد کے پیش نظر امام صاحب حدیث سے اخذ ہونے والے مسئلہ کا ذکر کرتے ہیں اور بعد میں وہ حدیث لاتے ہیں جس سے استنباط کیا۔ بعض

---

1 Dr. Aḥmad Jāballah Shilbī, Mausuʻah al Tārikh al Islāmi, (Egypt: Maktabah al Nahzah al Misriyah, 1996 AD), 1/249.

اوقات تو مکمل حدیث بیان ہی نہیں کرتے بلکہ صرف اتنا حصہ ہی ذکر کرتے ہیں جو مذکورہ مسئلہ سے متعلق ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے اکثر اوقات لوگوں کے لئے امام صاحب کی بات کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر احمد شلبی کا یہ مؤقف کہ ہر کتاب میں غلطی کی گنجائش موجود ہے، تو بخاری میں کیوں نہیں! اس بارے میں اہل علم محدثین آپنی اپنی آراء رکھتے ہیں اور امت کا بلا اتفاق اجماع ہے کہ تمام کتب احادیث میں صحیح بخاری کی احادیث سند اور متن کے لحاظ سے صحیح ہیں، جس کی اصل وجہ امام بخاریؒ کے وہ اصول روایت و درایت ہیں جو کسی دوسرے محدث کے نہیں۔ جیسا کہ

اس حقیقت سے بھی تمام اہل علم آگاہ ہیں کہ کتب ستہ کے مؤلفین نے بذات خود ان شرائط کا کہیں ذکر نہیں کیا بلکہ بعد میں ان کی کتب سے استفادہ کرنے والوں نے غور و خوض کے بعد ان شرائط کو بیان کیا ہے جیسا کہ علامہ زاہد کوثریؒ کے نزدیک آئمہ حدیث کی شرائط کا استنباط سب سے پہلے محمد بن اسحاق بن مندہ (م 395ھ) نے "شروط الأئمة فی القراءة والسماع والمناولة والاجازة" 2 میں کیا۔

جبکہ حافظ ابو بکر محمد بن موسٰی الحازمی (م 584ھ) کی کتاب "شروط الأئمة الخمسة" 3 اور ابن طاہر مقدسی کتاب "شروط الأئمة الستة" کو اس فن کی کتب میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ 4

محدثین صحاح ستہ کی شرائط سے قبل راویوں کے ان پانچ طبقات سے آگاہ ہونا زیادہ اہم ہے۔ چنانچہ علامہ حازمیؒ کے نزدیک مختلف اوصاف کی بناء پر راویوں کی پانچ اقسام درج ذیل ہیں۔

1-كثير الضبط والاتقان وكثير الملازمة للشيوخ: 5

2-كثير الضبط والاتقان وقليل الملازمة:

3- قليل الضبط كثير الملازمة:

4- قليل الضبط قليل الملازمة: 6

5- مطعون معقليل الضبط وقليل الملازمة 7 :

الجامع الصحیح، للبخاری پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام صاحب ان پانچ طبقات میں سے صرف پہلے طبقے کے رواۃ سے حدیث لیتے ہیں، بعض اوقات کسی روایت کی تائید کے لئے دوسرے طبقے بھی روایت لے لیتے ہیں۔ امام مسلم اول الذکر دو طبقات سے روایت کرتے ہیں اور بوقت ضرورت تائید کی غرض سے طبقۂ ثلاثہ سے رویت لیتے ہیں۔ چوتھے اور پانچیں طبقے کے راوی کی روایت کو قبول نہیں کرتے۔ امام ابو داؤدؒ پہلے چار طبقات سے روایت لے لیتے ہیں اور پانچیں طبقہ کی روایت نقل نہیں کرتے۔ امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ طبقات خمسہ سے ہی روایت نقل کر لیتے ہیں۔ اسی بناء پر محدثین نے کتب صحاح ستہ کی درجہ بندی یوں کی ہے۔

1 صحیح بخاری 2۔ صحیح مسلم 3۔ نسائی 4۔ ابو داؤد 5۔ ترمذی 6۔ ابن ماجہ

---

2 Ibn Mandah, Risāla fi Fazl-e-Akhbār wa Sharaḥ Mzahib-e-Ahl al Athār, (Riyadh: Dar ul Muslim, 1993AD), 73.

3 Muḥammad bin Mūsa, Al Ḥāzmī, Shurūt al A'imah al Khamsah, (UAE: Maktabah al Furqan, 1999AD).

4 Ibn-e-Tahir Muqadisī, Shurūt al A'imah al Sitah,(Beirut: Dar al Kutub ul 'Ilmiyah, 1998 AD), 1/12.

5 Muḥammad Jamāuldin Qāsmī, Qawa'id al Taḥdīs, (Beirut: Dar al Kutub ul 'Ilmiyah, 1979 AD), 121.

6 Muḥammad bin al Ḥusayn bin Aḥmad, Al Makhzūn fi 'Ilm ul Ḥadith, (Delhi: Al dar al 'Ilmiyah, 1988 AD).

7 Muḥammad bin Tahir bin 'ali, Al Muqadisī, Idhah al Mushkil, (Kuwait: Maktabah al Mu'alā, 1987 AD), 211.

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

''ان البخاري يخرج فی المتابعات من الثانية، فقليلاً جدًا من الثالثة تعليقًا او ترجمة أيضاً، ومسلم يخرج من الثانية فی الأصول ومن الثالثة فی المتابعات، وأصحاب السنن يخرجون من الثالثة أيضاً فی الأصول، - انتہی ملخصا''-8

"امام بخاری متابعات میں طبقۂ ثانیہ سے روایت لاتے ہیں،اور تعلیق یاترجمہ کے طور پر شاذ ونادر طبقہ ثالثہ سے بھی اخذِ روایت کرتے ہیں۔ امام مسلم اصول میں طبقۂ ثانیہ اور متابعات میں ثالثہ سے اخذ روایت کرتے ہیں؛جب کہ اصحابِ سنن اصول میں بھی طبقۂ ثالثہ سے روایت کی تخریج کرتے ہیں"۔

محدثین صحاح کی ان مذکورہ شرائط کے علاوہ کچھ عمومی شرائط بھی ہیں جو کہ سب محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہیں، جیسے اسلام، عقل، عدالت، صدق، عدم علت وعدم تدلیس وغیرہ۔ علامہ محمد انور شاہ کشمیری نے شرائط پر گفتگو کرتے ہوئے ایک اہم نکتے کی طرف بھی اشارہ کیاہے، وہ فرماتے ہیں:

"والمراد بهذه الشروط أنهم لا ينزلون فی رواية الأحاديث عنها، فيروون ما هو أعلى مما شرطوا، وكثيرا مّا يقال باعتبار كثرة وقلتها، ان فلاناً قوي في فلان، وان فلاناً ضعيف فی حق فلان وان كان هو ثقة فی نفسه، ويرجع ذلک الى أسباب، فظهر أن الضعف قسمان: ضعف فی نفسه وضعف فی غيره"9

"ان شرائط سے مراد یہ ہے کہ وہ (محدثین صحاح) روایت حدیث میں اپنی ان شرائط کو نظر انداز نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی ان شرائط سے اعلیٰ تر سے روایت کرتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کثرت ملازمت اور قلت ملازمت کی بناء پر کہ دیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کے سلسلے میں قوی ہے یا فلاں فلاں کے سلسلہ میں ضعیف ہے اگرچہ اپنی جگہ وہ ثقہ ہو۔ اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ضعف دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ جو بذات خود راوی میں ہوتا ہے اور دوسرا وہ جو کسی غیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔"

لھٰذا اگر کسی نے صحیح بخاری کو" اصح الکتب بعد کتاب اللہ "کہا ہے تو اس سے یہ مطلب اخذ کرنا ہر گز درست نہیں کہ بخاری شریف کو معاذاللہ قرآن کے برابر درجہ دے دیا ہے۔

الجامع الصحیح پر اپنے اس مؤقف کے حق میں ڈاکٹر احمد شلبی صاحب نے دو طرح کے شبہات بیان کئے ہیں۔

1۔ متن پر شبہات

2۔ سند پر شبہات

3۔ تاریخی شبہات

ذیل میں ڈاکٹر صاحب کے ان شبہات کا بالترتیب جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

8 Ibn Ḥajar ‘asqalānī, Hudas Sārī, (Cairo: Dar al Hadith), 12.

9 Muḥammad Anwar Shah Kashmirī, M‘arif al Sunan shrah Jam‘ī al Tarimdhī, (Karachi: H.M. Saeed Company, 1992 AD), 1/20.

1۔ متن پر شبہات

اختلاف مکان وزمان:

بسا اوقات بخاریؒ کی احادیث میں مکان وزمان کا اختلاف بھی موجود ہے یہ اختلاف معراج کی احادیث میں بھی ہے اور اس کے علاوہ دیگر احادیث میں بھی اس بارے میں ڈاکٹر احمد شلبیؒ لکھتے ہیں کہ

"ان روايات البخاري متعددة ومختلفة في تجديد المكان الذي ابتدأ منه الاسرأ ومختلفة في تجديد زمانه وغير ذلك من وجود الاختلاف فعن المكان تقول احدي الروايات ان الرسول صلوات الله عليه قال ؛ بينما كنت في المسجد ، وفي رواية اخري ،بينما كنت نائما في دار أم هاني و في رواية ثلاثة ان رحلة الاسرأ بدات من بيت عائشه ، وان عائشه قالت ان مضجع الرسول لم يبرد لسرعة عودة الرسول اليه "10

"بیشک بخاری کی متعدد اور مختلف احادیث میں زمان ومکان کا تضاد پایا جاتا ہے جیسا کہ معراج والی احادیث میں۔ اس بارے میں اختلاف کہ رسول اللہ ﷺ کہاں تھے جب معراج کا واقعہ پیش آیا ۔ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ کنت فی المسجد (یعنی کے میں مسجد میں تھا) ایک دوسری روایت (میں ام ھانی کے گھر سو رہا تھا) ایک تیسری حدیث میں (معراج والا واقعہ حضرت عائشہ کے گھر سے شروع ہوا۔"

ڈاکٹر شلبی کے مؤقف کا تحقیقی و تخریجی جائزہ:

فاضل مصنف کے اس اعتراض کا جائزہ لینے سے پہلے صحیح بخاری کی احادیث کو نقل کیا جاتا ہے کہ بات کو سیاق وسباق کے لحاظ سے سمجھا جائے۔

1۔حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَائَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَائُوا لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَائُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَائِ"11

"اسماعیل برادر اسماعیل سلیمان شریک حضرت انس بن مالک (رض) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ہم سے رات کی کیفیت بیان کی جس میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی وحی نازل ہونے سے پیشتر تین شخص آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آئے (اس وقت) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسجد حرام میں سو رہے تھے تو ان تین شخصوں میں سے ایک نے کہا کہ وہ کون شخص ہیں دوسرے نے کہا جو درمیان میں ہیں وہی سب سے بہتر ہیں اور تیسرے نے کہا جو ان سب

10 Dr. Aḥmad Jāballah Shilbī, Mausuʻah al Tārikh al Islāmi, 1/257.

11 Muḥammad bin Ismāʻil, Al Bukharī, Al Jamʻ I al Saḥiḥ, (Beirut: Dār al Taūq al Nijāt, 2001 AD), Hadith No. 3550.

میں بہتر ہو۔ اسی کو لو پس اتنی ہی باتیں ہوئی تھیں کہ وہ غائب ہو گئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو نہیں دیکھا پھر دوسری رات کو وہ آئے اس حالت میں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قلب جاگ رہا تھا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ظاہری آنکھیں سو جاتی تھیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قلب نہیں سوتا تھا تمام انبیاء کا یہی حال ہے کہ ان کی آنکھیں سو جاتی ہیں اور ان کے قلب نہیں سوتے پھر جبرائیل (علیہ السلام) نے پورا انتظام و اہتمام اپنے ذمہ لیا اس کے بعد وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو آسمان کی طرف چڑھا لے گئے۔"

اس حدیث میں "مسجد حرام" کا ذکر ہے۔

2-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَرَجَ صَدْرِي--- ثُمَّ انْطَلَقَ بِي، حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ؟ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا المِسْكُ "[12]

" حضرت ابن شہاب زہریؒ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت ابوذر بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں مکہ میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا کہ اچانک مکان کی چھت کھلی اور حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نازل ہوئے، انہوں نے میرا سینہ چاک کیا--- اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا جس پر اس طرح کے رنگ چھائے ہوئے تھے جن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی اس کے بعد مجھ کو جنت میں پہنچایا گیا وہاں میں نے موتیوں کے گنبد دیکھے اور یہ بھی دیکھا کہ جنت کی مٹی مشک تھی۔"

اس روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ معراج کی رات "اپنے گھر سوئے" ہوئے تھے۔

بعض روایتوں میں یہ ذکر ہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے آئے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام ہانی کے مکان میں آرام فرما تھے اور یہی روایت مشہور ہے۔ ان تمام روایتوں میں بہترین تطبیق وہ ہے جو صاحب فتح الباری نے لکھی ہے یعنی جس شب میں کہ واقعہ اسراء اور معراج پیش آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان میں سوئے ہوئے تھے جو شعب ابی طالب میں واقع تھا چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگا کر مسجد حرام میں خانہ کعبہ کے پاس لائے جہاں حطیم اور حجر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حطیم میں لیٹ گئے اور چونکہ نیند کا اثر باقی تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پھر سو گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگایا اور شق صدر وغیرہ کے مراحل سے گزارنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد حرام کے دروازہ پر لائے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براق پر سوار کر کے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔ (واللہ اعلم)

12Muslim bin Ḥujaj, Al Saḥiḥ al Muslim, (Beirut: Dār Ihya at Turath al Arbi, 2001 AD), Hadith No. 342.

تطبیق کی ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ اسراء اور معراج کے سفر کی ابتداء دراصل حضرت ام ہانی کے گھر سے ہوئی جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے " اپنا گھر " اس اعتبار سے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شب میں اسی گھر میں مقیم تھے۔ جس کا ذکر حدیث میں ہے، اور جو "فی المسجد" کے الفاظ ہیں وہ معراج سے ایک رات پہلے کی بات ہے پھر دوسری رات آپ ﷺ اپنے گھر میں سو رہے تھے۔

احادیثِ بخاری اور تعارض:

اس بارے میں ڈاکٹر احمد شلبی کا مؤقف یہ ہے کہ صحیح بخاری کی کئی روایات کا آپس میں تعارض پایا جاتا ہے، اور یہ احادیث بسا اوقات عقیدے پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ جیسا کہ معراج والی رات انبیاء علیہم السلام کی امامت کروانے والی حدیث ہے۔ صحیح بخاری میں ایک ہی موضوع کی دو احادیث موجود ہیں ایک حدیث ہے کہ جب ابن آدم فوت ہو جائے اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور انبیاء علیہ السلام بھی ابن آدم کی نسل میں سے ہیں، تو وہ کیسے اپنے فوت ہونے کے بعد نماز ادا کر سکتے ہیں یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی لہذا ہم کہہ سکتے ہیں بتقاضہ بشریہ امام بخاریؒ سے بھی حدیث جمع کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ

" وفي الحديث كذالك أن الرسول ﷺ صلي بالأنبياء في بيت المقدس ،والمعروف سلاميا انه لاعبادة بعد الموت ، وهناك حديث صحيح يقول " اذا مات ابن آدم انقطع عمله الاثلاث صدقة جارية أو علم نافع أو ولد صالح يدعو له ، والانبيا هم من بني آدم ، وقد انقطع عملهم يوفاتهم الا من هزه الانياءهم من بني آدم ،"13

"بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس میں انبیاء کی امامت کروائی۔ جب کہ اسلام کا قانون ہے کہ مرنے کے بعد کوئی عبادت نہیں جیسا کہ صحیح حدیث ہے۔ "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ"14

"جب انسان مر جاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔ جبکہ انبیاء اکرام بھی حضرت آدم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔ ان کے اعمال کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا اب یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ عبادت کر سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر احمد شلبیؒ کے مؤقف کا تحقیقی و تخریجی جائزہ:

بعض مستشرقین اور منکرین حدیث نے احادیث رسول ﷺ میں کئی طرح سے تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی، ان میں ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ احادیث اس حوالہ سے غیر معتبر ہیں کہ ان میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ایک ہی معنی کی کئی متضاد مفہوم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ یہی اعتراض ڈاکٹر احمد شلبی کر رہے ہیں۔

---

13 Dr. Aḥmad Jāballah Shilbī, Mausu'ah al Tārikh al Islāmi, 257/1.

14 Muslim bin Ḥujāj, Al Saḥiḥ al Muslim, (Beirut: Dār Ihya at Turath al Arbi, 2001 AD), Hadith No. 1631.

-Muḥmmad bin Ḥibān, Al Tamimī, (Beirut: Mu'asatur Risala, 1993AD), Hadith No. 3016.

اس اعتراض کا سبب ان کی علمی کم مائیگی، استشراقی اثر اور اصول احادیث سے ناواقفیت ہے۔ ورنہ بعض اوقات ظاہری طور پر مفاہیم و مطالب میں اختلاف تو قرآنی آیات میں بھی موجود ہے کیا فقط ظاہری اختلاف مفاہیم کی وجہ سے کلام الٰہی کو غیر معتبر قرار دیا جاسکتا ہے؟ پھر مختلف احادیث کو حل اور جمع کرنے کے باقاعدہ قواعد وضوابط اور کتب موجود ہیں، جن سے اس تعارض کا حل ممکن ہے ۔باقی رہی بات مذکورہ بالا حدیث کی جس میں رسول اللہ ﷺ نے انبیاء کی جماعت کروائی تو یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔ یہی معجزے کی تعریف ہے کہ ایسا عمل جو نبی کریم ﷺ سے صادر ہوا ہو جو دوسروں کی عقل کو عاجز کر دے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے معجزے کے ذریعے اپنے نبی ﷺ کی نبوّت کو منوانا ہوتا ہے۔

احادیثِ بخاری اور عقل سلیم

صحیح بخاری میں بعض ایسی احادیث موجود ہیں جن کو عقل تسلیم ہی نہیں کرتی، لہذا کیسے کہا جاسکتا ہے کہ امام بخاری سے خطا نہیں ہوئی، یہ موقف رکھتے ہوئے ڈاکٹر احمد شلبی لکھتے ہیں کہ

"نشر مجموعه من الاساتذه عدة مقالات فی الصحف الاخبار فی 67/16/18 و أوردوا نماذج مما رواه البخاري ولا يقبله عقل سليم ومن ذلك ۔15

1۔أن ابراهيم كذب ثلاث كذبات منها كذبتان في ذات الله ۔16

(بہت سے ایسے ارٹیکل اور کالم اخبارات میں شائع ہوئے ہیں جن میں ان احادیث کا تذکرہ ہے جو صحیح بخاری میں ہیں لیکن انسانی شعور و عقل سے بالاتر ہیں جیسا کہ درج ذیل حدیث۔

1–حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے جن میں سے دو کا تعلق اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ ہے۔)

ڈاکٹر شلبی کے موقف کا تحقیقی و تخریجی مطالعہ:

اس بارے میں ڈاکٹر صاحب نے چار احادیث نقل کی ہیں میں نے ان احادیث کو اپنے مقالۂ پی ایچ ڈی بعنوان "موسوعۃ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیۃ: از الدکتور احمد شلبی کا اصولِ روایت ودرایت کی روشنی میں تحقیقی و تخریجی مطالعہ " کے حواشی میں تفصیلا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں فاضل مصنف کو اعتراض ہے کہ یہ عقل تسلیم نہیں کرتی۔ طوالت کے بچنے کے لیے ذیل میں ایک حدیث پر اعتراض کا جواب نقل کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صدیق کہا: ہے اور صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

﴿لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ."17(سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے)

در حقیقت اسے توریہ کہتے ہیں یعنی ایسا کلام جو مجازاً کذب (جھوٹ) ہوتا ہے مگر حقیقت میں سچ ہوتا ہے۔ ویسے دیکھا جائے تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ایسے جھوٹ کا تذکرہ خود قرآن میں بھی ہے:

---

15 Dr. Aḥmad Jāballah Shilbī, Mausu'ah al Tārikh al Islāmi, 261/1.

16 Muḥammad bin Ismā'il, Al Bukharī, Al Jam'I al Saḥiḥ, Hadith No. 4712.

-Muslim bin Ḥujaj, Al Saḥiḥ al Muslim, Hadith No.194.

-Abu Dawūd, Sulaimān bin al Ash'ath, Sunan Abū Dawūd, Hadith No. 2212.

17 -Muḥammad bin Ismā'il, Al Bukharī, Al Jam'I al Saḥiḥ, Hadith No.4712.

-Muslim bin Ḥujaj, Al Saḥiḥ al Muslim, Hadith No. 194.

-Abu Dawūd, Sulaimān bin al Ash'ath, Sunan Abū Dawūd, Hadith No. 2212.

" فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ" [18]

"تو انہوں نے کہا: میں بیمار ہوں۔"

ایک تو یہ کہ آپ بیمار نہیں تھے مگر آپ نے کہا: کہ میں بیمار ہوں۔

دوسرا یہ کہ آپ نے خود بتوں کو توڑ کر بڑے بت کا نام لے دیا۔

"قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا"[19]

"آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہے۔"

تیسرا یہ کہ آپ نے تارہ، چاند اور سورج کو دیکھ کر انھیں اپنا رب کہا:۔

"فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ "[20]

کیا ابراہیمؑ کا انھیں رب کہنا سچ تھا یا جھوٹ؟

اب جو توجیہ منکرین حدیث ان آیات کی کریں وہی اسی قسم کی احادیث کی سمجھ لیں۔

در حقیقت حدیث میں حقیقی جھوٹ نہیں بلکہ مجازی جھوٹ کا تذکرہ ہے جسے توریہ کہا جاتا ہے۔ جس میں ظاہری کلام کی صورت کذب کی ہوتی ہے مگر اس پر مواخذہ نہیں ہوتا لیکن بڑے لوگوں کو اس سے شرم آتی ہے۔

2۔سند پر شبہات

احادیثِ صحیح بخاری اور اختلاف درجات:

ڈاکٹر احمد شلبیؒ صاحب فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری میں موجود بہت سی ایسی احادیث موجود ہیں، جن کے حسن اور صحیح ہونے کے بارے میں محدثین کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔

" ان اختلاف الواسعة في روايات هذا الحديث بالبخاري تجله لايدخل في نطاق الحديث الصحيح أو الحسن ؟"[21]

(بے شک بخاری کی روایات میں وسیع اختلاف پایا جاتا ہے۔ حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی وضاحت نہیں ملتی۔)

ڈاکٹر شلبی کے مؤقف کا تحقیقی و تخریجی جائزہ:

ڈاکٹر احمد شلبی کا شمار تاریخ دانوں میں ہوتا ہے، اور موصوف کچھ جدیدیت پسند نظریات سے بھی متاثر تھے۔ اگر ڈاکٹر موصوف اصول حدیث اور محدثین کے منہج جمع حدیث پر مہارت رکھتے تو یہ اعتراض ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

کیوں کہ صحیح حدیث یا دوسرے الفاظ میں مقبول حدیث کی دو اقسام کی جاتی ہیں۔

---

18 As Sāfāt: 89.

19 Al Ambiyā: 63.

20 Al In'am: 77-79.

21 Dr. Aḥmad Jāballah Shilbī, Mausu'ah al Tārikh al Islāmi, 256/1.

1- صحیح 2-حسن

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو، دو اقسام ہیں۔

صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ اسی طرح حسن لذاتہ، حسن لغیرہ۔ مکمل یہ اقسام ہو گئیں۔

1- صحیح لذاتہ.2- صحیح لغیرہ.3- حسن لذاتہ.4-حسن لغیرہ.

مذکورہ بالا تمام اقسام صحیح حدیث میں شمار ہوتی ہیں جیسا کہ محدثین نے لکھا ہے۔

"الصحيح: ضد السقيم. وهو حقيقة في الأجسام، مجاز في الحديث، وسائر المعاني".22

"الصحیح، یہ لفظ "السقیم "(بیمار) کا الٹ ہے، اس لفظ کا اطلاق ہمیشہ اجسام پر ہوتا ہے، اور اصول حدیث میں یہ لفظ مجازا بولا جاتا ہے۔"

اصطلاحی تعریف:

الصحيح لذاته: بنقل عدل تام الضبط، متصل السند، غير معلل ولا شاذ هو الصحيح لذاته.23

جس کے روایت کرنے والے راوی عادل، تام الضبط ہو، اس کی سند متصل ہو، معلل اور شاذ نہ ہو ایسی حدیث صحیح لذاتہ کہلاتی ہے

صحیح لذاتہ:

وہ حدیث مرفوع جسکی سند میں ہر راوی علم و تقویٰ دونوں میں کمال کو پہنچا ہوا ہو، اور ہر راوی نے اپنے شیخ سے حدیث سنی ہو۔ نیز حدیث کے متن میں کسی دوسرے مضبوط راوی کی روایت سے کوئی تعارض بھی نہ ہو، اور کوئی دوسری خفیہ علت (نقص) بھی نہ ہو۔۔24

صحیح حدیث کا حکم:

"وجوب العمل به بإجماع أهل الحديث، ومن يعتدُّ به من الأصوليين والفقهاء. فهو حجة من حجج الشرع. لا يسع المسلم ترك العمل به."[25]

"اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہے، اس کے واجب ہونے پر محدثین اور معتمد اصولی فقہاء کا اجماع ہے۔ یہ شرعی دلائل میں سے ایک حجت ہے اور مسلمان کے لیے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔"

حسن: یہ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، حسن و جمال کے معنی میں آتا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

حسن کے صحیح اور ضعیف کے درمیان ہونے کی وجہ سے اس کی تعریف میں محدثین کا اختلاف ہے، ذیل میں ہم چند ایک تعریفیں بیان کرتے ہیں، اور پھر ان کا خلاصہ بیان کریں گے جس سے اس کی وضاحت سمجھ آجا سکے۔

امام خطابیؒ کی تعریف:

"هو ما عرف مخرجه، واشتهر رجاله، وعليه مدار أكثر الحديث، وهو الذي يقبله أكثر العلماء، ويستعمله عامة الفقهاء"26

22A Dr.Mahmūd al Taḥan, Taysīr al Mustalaḥ al Hadith, (Lahore: Maktabah Qudūsiyah, 2013 AD), 44.

23 Ibn Ḥajar ʻasqalānī, Nuzhat al Nazar fi Tauzīh Nukhbah al Fikr, 67.

24 Dr.Mahmūd al Taḥan, Taysīr al Mustalaḥ al Hadith, 45.

25 Dr.Mahmūd al Taḥan, Taysīr al Mustalaḥ al Hadith, 46.

26 Shamsuddin Az Zahbī, Al Mauqidha fi ʻilm al Mustalaḥ al Hadith, (Aleppo, Maktab al Matbūʻat al Islāmiyah, 26.

"وہ حدیث ہے جس کا مخرج معلوم ہو، اس کے راوی مشہور ہوں، اور اکثر احادیث کا مدار اسی پر ہو، جسے اکثر علماء نے قبول کیا ہو، اور اکثر فقہاء نے اس کو استعمال کیا ہو، یعنی اس سے فقہی مسائل کا استدلال کیا ہو۔"

حافظ ابن حجرؒ کی تعریف:

"وخبر الآحاد بنقل عدل تام الضبط، متصل السند، غير معلل، ولا شاذ، هو الصحيح لذاته ـ27 فإن خف الضبط، فالحسن لذاته"

"خبر واحد جو عادل اور تام ضبط راویوں سے مروی ہو، اس کی سند متصل ہو اور وہ معلل اور شاذ نہ وہ حدیث صحیح لذاتہ ہے، لیکن اگر راوی کا ضبط خفیف ہو تو حسن لذاتہ ہے"

تعریف کا خلاصہ:

حافظ ابن حجرؒ کی تعریف حسن قریب ترین تعریف ہے، اس تعریف کی روشنی میں حسن کی تعریف یوں کی جائے گی۔

"هو ما اتصل سنده بنقل العدل الذي خف ضبطه، عن مثله3 إلى منتهاه، من غير شذوذ ولا علة".

"وہ حدیث جس کی سند متصل ہو، اسے نقل کرنے والے راوی اول تا آخر عادل ہوں، لیکن ضبط خفیف اور کم ہو اور وہ حدیث معلل اور شاذ نہ ہو۔"

حسن حدیث کا حکم:

حجت پکڑنے میں یہ حدیث صحیح کی طرح ہے، اگرچہ قوت میں اس سے کم درجے کی ہے، اسی لیے فقہاء نے اس سے حجت پکڑی اور اس پر عمل ہے۔[28]

مذکورہ بالا تعریفات اور محدثین کے اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحیح اور حسن احادیث قابل عمل ہیں اور مقبول احادیث ہیں۔ اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ حدیثِ حسن بھی صحیح کا درجہ پالیتی ہے تو الدکتور شلبیؒ کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے۔

3۔ تاریخی شبہات

صحیح بخاریؒ اور نقدِ محدثین:

ڈاکٹر احمد شلبیؒ کا یہ مؤقف بھی ہے کہ صحیح بخاری پر اعتراض وارد کرنے میں وہ متفرد نہیں ہیں بلکہ ان سے پہلے متقدمین محدثین نے بھی نقد کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"وهناك كثيرون من الأئمة السابقين ناقشوا البخاري ، ولم يعتر فوا بنقديس تمله ، من هولاء الجياني في كتابه : الاوهام الواقعة في صحيح البخاري ابن عبدالبر في كتابه : الأجوبة المرعبة عن المسائل المستغربة من البخاري ـ البلقيي في كتابه : الافهام بما وقع في البخاري من الابهام ابن خلف في كتابه : التعديل و التجريح لرجال البخاري ـ العاملي في كتابه : الكشكول و في ص 311 من الكتاب الأخير يقول العاملي :

27 Ibn Ḥajar ‘asqalānī, Nuzhat al Nazar, 29.

28 Abdaraḥmān bin Abū Bakr, As Siyūtī, Tadrīb al Rāwī, (Jordan, Dar Abū Taiba), 160 /1.

" كنت احد العلماء في موضوع فأردت لاحتجاج بحديث من صحيح البخاري فطعن هذا العالم في صحيح البخاري وقال : البخاري لايوثق بكل مافيه من الاحاديث فقلت له الاحاديث الضعيفة في صحيح البخاري حوالي ستين حديثا ۔فهذا اتفاق بين عالمين علي رد و تضعيف بعض أحاديث البخاري "29

"بہت سارے سابقہ آئمہ نے صحیح بخاری کے حوالے سے گفتگو کی اور بخاری کے مکمل صحیح ہونے کا اعتراف نہیں کیا ذیل میں ان علماء اور انکی کتب کے نام بیان کرتے ہیں۔

الجياني : الاوهام الواقعة في صحيح البخاري

ابن عبدالبر : الأجوبة المرعبة عن المسائل المستغربة من البخاري ۔

البلقيي : الافهام بما وقع في البخاري من الابهام

ابن خلف : التعديل و التجريح لرجال البخاري ۔

العاملي : الكشكول

اور اپنی کتاب کے صفحہ 311 پر عاملی کہتا ہے:"میں ایک عالم سے ملا اور صحیح بخاری سے کسی مسئلہ کے بارے میں دلیل دینی چاہی تو انھوں نے بخاری کی احادیث پر طعن کیا اور کہا کہ سب کچھ جو بخاری میں ہے وہ ثقہ نہیں ہے تو میں نے کہا کہ بخاری میں ضعیف احادیث ساٹھ (60) تک ہیں تو یہ دو عالم حضرات میں اتفاق ہؤا بخاری کی بعض احادیث کے ضعف کے بارے میں۔"

ڈاکٹر شلبی کے مؤقف کا تحقیقی و تخریجی جائزہ:

امام بخاریؒ خود کتابت حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

"لم تكن كتابتي للحديث كما كتب هؤ لاء كنت إذا كتبت عن رجل سالته عن اسمه و كنيته و نسبه و علة الحديث إن كان الرجل فهما، فإن لم تكن سالته أن يخرج إلى أصله و نسخته و إمام الآخرون فلا يبالون ما يكتبون ولا كيف يكتبون۔"30

"میرا حدیث لکھنا عام لوگوں کی طرح نہیں تھا۔ کیونکہ جب میں کسی آدمی سے حدیث لکھتا تو اس سے اس کے نام اور اس کی کنیت اور نسب کے بارے میں سوال کرتا اور اگر آدمی ذو فہم ہوتا تو حدیث کی علّت کے بارے میں بھی سوال کرتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس سے مطالبہ کرتا کہ اس کے اصل نسخہ کو میرے سامنے پیش کر دے۔ باقی رہے دوسرے لوگ تو وہ پرواہ نہیں کرتے کہ وہ کیا لکھتے ہیں اور کیسے لکھتے ہیں۔"

اور عباس دوری کا بیان ہے:

"میں نے محمد بن اسماعیل سے بہتر کسی طالب حدیث کو نہیں دیکھا۔ وہ کوئی اصل اور فرع نہ چھوڑتے مگر اس تک پہنچ جاتے پھر دور سے ہی ہمیں مخاطب کر کے کہتے: "لاتدعوا من كلامه شيئا إلا كتبتموه۔31"کہ ان کی ہر بات نوٹ کرتے جاؤ۔"

صحیحین کی اکثر و بیشتر روایات وہ ہیں جن کی صحت پر آئمہ سلف میں سے کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا ہاں! چند ایک مقامات ایسے ہیں جن پر بعض محدثین نے نقد کیا ہے۔ امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

29 Dr. Aḥmad Jāballah Shilbī, Mausu'ah al Tārikh al Islāmi,261/1.

30 Muḥammad bin Ismā'il, Al Bukharī, Al adab al Mufrad, (Riyadh:Maktabah al Ma'arif,1998 AD), 389/5.

31 Shamsuddin Az Zahbī, Siyar A' 'lām al Nubalā', (Cairo: Dar al Hadith, 2006 AD), 406/102.

"أن ما انفرد به البخاري أو مسلم مندرج في قبيل ما يقطع بصحته لتلقي الأمة كل واحد من كتابيهما بالقبول--- سوٰى أحرف يسيرة تكلَّم عليها بعض أهل النقد من الحفاظ كالدارقطني وغيره وهي معروفة عند أهل هذا الشأن"[32]

"جس حدیث کو بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے وہ قطعی طور پر صحیح ہے کیونکہ اُمت میں ان دونوں آئمہ کی کتب کو 'تلقی بالقبول' حاصل ہے، سوائے چند کلمات کے جن پر بعض حفاظ مثلاً امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کلام کیا ہے اور یہ مقامات اہل فن کے ہاں معروف ہیں۔"

حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 806ھ) کے نزدیک صحیح بخاری و صحیح مسلم کے وہ مقامات جن پر تنقید ہوئی ہے وہ تھوڑے نہیں بلکہ زیادہ ہیں، اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

"أن ما استثناه من المواضع اليسيرة قد أجاب عنها العلماء أجوبة ومع ذلك فليست بيسيرة بل هي مواضع كثيرة وقد جمعتها في تصنيف مع الجواب عنها"[33]

"ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے 'تلقی بالقبول' سے جن چند مقامات کو مستثنیٰ قرار دیا ہے ان کا بھی علماء نے (صحیح بخاری و صحیح مسلم کا دفاع کرتے ہوئے) جواب دیا ہے اور ایسے مقامات تھوڑے نہیں بلکہ کافی ہیں، میں نے ان تمام مقامات کو جمع کر کے ان کا جواب بھی دیا ہے۔"

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیحین کی جن روایات پر بعض محدثین نے نقد کی ہے، ان میں سے صرف بیس روایات ایسی ہیں کہ جن پر کلام کی گنجائش تھی۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"قد نظر أئمة هذا الفن في كتابيهما ووافقوهما على تصحيح ماصحَّحاه إلا مواضع يسيرة نحو عشرين حديثًا غالبها في مسلم"[34]

"فن حدیث کے علما نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اُنہوں نے ان دونوں کتابوں کی احادیث کی صحت پر ان حضرات کی تصحیح سے اتفاق کیا ہے، سوائے چند مقامات کے جو تقریباً بیس کے قریب روایات ہیں اور ان میں سے بھی اکثر صحیح مسلم میں ہیں۔"

نقاد فن حدیث علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کے نزدیک صحیح بخاری میں صرف چار روایات معلول تھیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"لماصنَّف البخاري كتاب الصحيح عرضه على ابن المديني وأحمد بن حنبل ويحيٰى بن معين وغيرهم فاستحسنوه وشهدوا له بالصحة إلا أربعة أحاديث"[35]

---

[32] 'Usman bin Abdarraḥman, Ibn as Salaḥ, Ma'rifat 'Anwa''Ulūm al Hadith, (Beirut: Dar al Fikr, 1986 AD), 15.

33 Zayn ud Din Abdurraḥim bin al Ḥusayn, Al 'Irāqī, Al Taqyīd wa al īdhah, (Madina: Al Maktabah al Salafiyah 1969 AD), 29.

34 Aḥmad bin Abdul Ḥalīm, Ibn Tamiyah, Minhaj as Sunnah, (Riyadh: Jami'a Muḥammad bin Sa'ud al Islamiyah, 1986 AD), 215/7.

35 Ibn Ḥajar 'asqalānī, Hudas Sārī Muqadimmah Fatḥ al Barī, (Beirut: Dar al Ma'rifa, 1959 AD), 491.

"جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی 'صحیح' مکمل کر لی تو اُنہوں نے اس کتاب کو امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل، رحمۃ اللہ علیہ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ پر پیش کیا تو اُنہوں نے اس کتاب کو عمدہ کتاب قرار دیا اور سوائے چار احادیث کے باقی تمام روایات کی صحت کی توثیق کی۔"

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے صحیحین کے تقریباً دو سو مقامات پر بعض اعتراضات وارد کیے ہیں۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"قد استدرك جماعة على البخاري ومسلم أحاديث أخلا بشرطهما فيها ونزلت عن درجة ما التزماه --- و قد ألَّف الإمام الحافظ أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني في بيان ذلك كتابه المسمّى بالاستدراكات والتتبع وذلك في مائتي حديث مما في الكتابين "[36]

"محدثین کی ایک جماعت نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بعض ایسی روایات کو جمع کیا ہے جن میں دونوں آئمہ نے اپنی اعلیٰ شرائط کا لحاظ نہیں رکھا اور ایسی روایات بھی اپنی کتب میں نقل کر دیں جو باعتبارِ صحت صحیحین کی عام روایات سے درجے میں کم ہیں ۔۔۔ حافظ علی بن عمر دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر "الاستدراکات والتتبُّع" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے، جس میں اُنہوں نے صحیحین کی ایسی دو سو روایات کو جمع کیا ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح بخاری کے ایک سو دس مقامات ایسے ہیں جن پر امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نقد کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وعدة ما اجتمع لنا من ذلك مما في كتاب البخاري وإن شاركه مسلم في بعضه مائة وعشرة أحاديث منها ما وافقه مسلم على تخريجه وهو اثنان وثلاثون حديثًا ومنها ما انفرد بتخريجه وهو ثمانية وسبعون حديثا"[37]

"اور صحیح بخاری میں 'متکلم فیہ' روایات کی تعداد ایک سو دس ہے کہ جن میں سے بتیس روایات ایسی ہیں جو صحیح مسلم میں بھی موجود ہیں اور اٹھتر[78] وایات ایسی ہیں جو صرف بخاری میں ہیں"

اوپر کی بحث سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ علماء کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں تنقیدی مقامات کم ہیں یا زیادہ، ہمارے خیال میں یہ اختلاف لفظی ہے جن محدثین نے صحیحین کے تنقید شدہ مقامات کو بذاتہ دیکھا جیسا کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ، تو اُنہوں نے ان کو مواضع کثیرۃ قرار دیا اور جن ائمہ نے متکلم فیہ مقامات کو صحیحین کی غیر متکلم فیہ روایات کی نسبت سے دیکھا تو اُنہوں نے ان مقامات کو مواضع یَسیرۃ (چند) قرار دیا جیسا کہ حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی رائے ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیحین کی تقریباً ساڑھے بارہ ہزار روایات میں دو سو احادیث ایسی ہیں جن پر تنقید ہوئی ہے اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق صحیحین کی تقریباً بیس روایات ایسی ہیں جن پر نقد صحیح ہوا ہے اور ان میں سے بھی اکثر روایات صحیح مسلم کی ہیں۔ لہٰذا اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ صحیحین کی کتنی احادیث یا مقامات پر تنقید ہوئی تو یہ احادیث یا مقامات مواضع

36 Muḥyuddin Yaḥya bin Sharf, An Nawawi, Al Taqrīb wa al Taysīr li Ma'rifat sunan al Bashir wa an Nazīr(Beirut: Dar al Kitāb al Arabi, 1985 AD), 146.

37 Ibn Ḥajar 'asqalānī, Hudas Sārī, (Cairo: Dar al Hadith), 345.

کثیرۃ معلوم ہوتے ہیں اور اگر دوسرے پہلو سے غور کیا جائے کہ ایسی کتنی احادیث ہیں کہ جن پر نقد صحیح ہوئی ہے تو یہ مواضع یسیرۃ معلو م ہوں گی۔

متقدمین محدثین اور صحیح بخاری:

ڈاکٹر احمد شلبیؒ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ سے پہلے بھی متقدمین محدثین موجود تھے، جن میں سر فہرست امام ابو حنیفہؒ ہیں، اس زمانے میں موضوع احادیث روایت کی جاتی تھیں، لیکن اس کے باوجود امام ابو حنیفہؒ نے اپنی آراء اور قرآن مجید کی تعلیمات سے استفادہ کیا اور احادیث پر زیادہ اعتماد نہیں کیا۔ موصوف رمطراز ہیں کہ

" وقد ادرك الامام أبو حنيفة ﴿150ھ﴾ في القرن الجهري الثاني ؤن هناك أحاديث موضوعة ، فبني فقهه علي القرآن الكريم و علي الراي ـ لم يعتمد علي الحديث لخوفه أن يكون موضوعا ـوسمي مذهب لذلك مذهب أهل الراي "۔[38]

" امام ابو حنیفہؒ نے سن 150 ھ ہجری کا زمانہ پایا ہے، اس زمانے میں بہت سی موضوع احادیث موجود تھیں، جس وجہ سے امام صاحب نے قرآن کریم اور اپنی فقہی آراء پر فیصلے کیے، اور حدیث پر صرف اس لیے اعتماد نہیں کیا کہ کہیں وہ موضوع حدیث نہ ہو، امام صاحب کے اس عمل کو اہل رائے کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔"

ڈاکٹر احمد شلبی کے موقف کا تحقیقی و تخریجی جائزہ:

امام ابو حنیفہؒ، جن کا پورا نام نعمان بن ثابت کنیت ابو حنیفہ ہے۔ آپؒ نے 80ھ سے 150ھ تک کا زمانہ پایا۔ دوسری صدی ہجری میں فقہ اسلامی کی تدوین ہوئی جسکا سہرا آپ کے سر ہے۔ امام صاحب 80 ہجری بمطابق 499ء میں پیدا ہوئے۔ اس وقت تقریباً 30 صحابہ بقید حیات تھے نیز اس حقیقت کے سبھی معترف ہیں کہ آپؒ نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے۔ چنانچہ ابن حجر عسقلانیؒ (م 856ھ)، علامہ ابن جوزیؒ (م ھ)، علامہ خطیب بغدادیؒ (م 463ھ)، علامہ ابن خلکانؒ (م 681ھ) اور امام ابنِ حجر مکیؒ جیسے آئمۂ فن نے تسلیم کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ صحابیِ رسول ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کئی بار مشرف ہوئے ہیں۔[39] اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ آیا آپؒ نے کسی صحابی سے روایت کیا کہ نہیں۔

انتخابِ حدیث میں امام ابو حنیفہؒ کی احتیاط:

امام صاحبؒ نے خداداد صلاحیتوں کی بناء پر اپنے زمانہ میں ممتاز علمی مقام پایا۔ آپؒ انتخابِ حدیث میں بہت محتاط تھے، صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ ذریعہ سے ثابت ہو۔ اسی بناء پر بعض ناقدین نے یہ بات بھی کہ دی کہ امام صاحب سے صرف 17 احادیث روایت کی گئی ہیں۔[40]

محدثین نے امام صاحب کی ایک تالیف "مسندِ ابی حنیفہ" کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن بعض علماء نے کہا کہ یہ کتاب امام صاحبؒ کی ذاتی تصنیف نہیں بلکہ آپؒ کے تلامذہ نے ان سے اخذ کر کے احادیث و آثار کو جمع کر دیا اور مہذب و مرتب کر کے کتابی شکل دے دی۔ انھیں

---

[38] Dr. ‘ali Ḥasan Abdul qadir, Nazratun ‘amatun fi tarīkh al fiqh al Islāmī, (Cairo: Maktaba al Qahira al Ḥadithiya, 1956 AD), 205-206.

[39] Al Bidaya wa Al Nihayah, 107/10.

[40] Khalid Irfān Dhilo, ‘ilm-e-UsŪl Fiqh, (Islamabad: Shariyah Academy, 2009 AD), 3/40.

ورایات کے بیشتر حصہ کو جمع کر کے آپ کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ (م 182ھ) نے "الآثار" کے نام سے مرتب کیا، اور امام محمد (م189ھ) جو کہ امام صاحبؒ ہی کے ایک دوسرے مشہور شاگرد رشید ہیں کی کتاب "کتاب الآثار" بھی اسی نوع کی ہے۔ کیونکہ ان دونوں کتب کی مرویات عام طور پر ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں ۔[41]

اب اگر یہ بات تسلیم کر بھی لیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے بذاتِ خود اس مجموعہ کو مرتب نہیں کیا تب کوئی خاص فرق نہیں پڑتا کیوں کہ یہ بات تو سب ہی مانتے ہیں نا کہ ان کے تلامذہ نے احادیث و آثار امام صاحب سے ہی اخذ کر کے مرتب کئے ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ کے پاس احادیث رسول ﷺ کا انتاذ خیرہ تھا کہ آپؒ کے تلامذہ نے اس سے اخذ و انتخاب کر کے ایک مجموعہ مرتب کر لیا۔ لھٰذا ثابت ہوا کہ امام صاحب احادیث روایت کرتے تھے۔

اکابر محدثین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو جیسے علم الکلام و علم الفقہ میں ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا ایسے ہی حدیث میں بھی ان کا درجہ اپنے اقران سے کم نہ تھا۔[42]

امام بخاریؒ (م256ھ) کے استاد مکی بن ابراہیم (م215ھ) نے امام ابو حنیفہؒ سے استفادہ کیا اور ان کے بارے میں یہ الفاظ کہے "میں نے ابو حنیفہؒ کی خدمت میں رہ کر ان سے حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا اور بہت سی احادیث ان سے روایت کیں۔

صحاح ستہ کے مرکزی راوی مسعر بن کدامؒ (م155ھ) علم حدیث میں امام صاحب کی برتری کو بڑی فراخ دلی سے تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں: "میں نے ابو حنیفہؒ کے ساتھ علم حدیث حاصل کیا، لیکن وہ ہم پر غالب رہے۔ ہم ان کے ساتھ تحصیل فقہ کیا اس میں انھوں نے جو کمال حاصل کیا اور مہارت پیدا کی وہ تم لوگوں سے مخفی نہیں"۔[43]

تالیف کتب کا دور امام صاحب کی زندگی کے آخری ایام میں یا ان کی وفات کے بعد شروع ہوا۔ صحابہ مجتہدین نے اپنے فتاوٰی اور اقوال وآراء کی تدوین پر توجہ نہیں کی، بلکہ سنت نبوی کی تدوین سے بھی گریز ہی کرتے رہے جس کا اصولی اور بنیادی سبب یہ تھا کہا صول دین میں کتاب اللہ کے سوا کوئی دوسری کتاب مدون نہ ہونے پائے۔ لیکن پہلی صدی گزر جانے بعد یہ وقت کی ضرورت تھی کہ سنت رسول ﷺ بھی کتابی صورت میں مدون کی جائے۔ چنانچہ فقہائے مدینہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھم اور تابعین کے اقوال و آراء و فتاوٰی مدون کرنے شروع کئے اور پورے غور و فکر کے بعد انہی کو وہاں کے فقہاء نے اپنے اجتہاد و قیاس کی بنیاد بنایا۔

امام ابو حنیفہؒ کے اصول اجتہاد:

عام خیال یہ کیا جاتا ہے کہ قواعد اصول فقہ سب سے پہلے امام شافعیؒ نے وضع کئے لیکن اگر تحریر کی قید ختم کر دی جائے تو امام ابو حنیفہؒ کو اس فن کا مؤجد کہا جا سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے بذات خود اپنے اصول اجتہاد کی وضاحت یوں کی ہے:

> "میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اگر وہاں مسئلہ کا کوئی حکم نہیں ملتا تو پھر سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتا ہوں، اگر اندونوں مصدر میں بھی حکم نہ ملے تو اقوال صحابہ تلاش کرتا ہوں۔ جس صحابی کا جو قول حسبِ موقع ہوتا ہے وہ لے لیتا ہوں، نہیں ہوتا تو چھوڑ دیتا ہوں۔

---

[41] Zahbī, Tazkira tul Hufāz, (Beirut: Dar al Fikr al Arbi, 1956 AD), 159/1.

[42] Muḥammad bin Shihāb kurwi, Manaqib- Imām-e A'zam, (Hayderabad: Dai'ra tul M'arif, 1904 AD), 203/1.

[43] Al Bidaya wa Al Nihayah, 107/10.

اقوال صحابہ کے دائرے سے باہر قدم نہیں نکالتا۔ لیکن جب معاملہ صحابہ سے نکل کر ابراہیمؒ، شعبیؒ، ابن سیرینؒ، عطاءؒ اور سعید بن مسیبؒ تک پہنچ جاتا ہے تو پھر بات یہ ہے کہ یہ لوگ بھی اجتہاد کرتے تھے اور میں بھی انکی طرح اجتھاد کتاہوں"۔[44]

لہذا ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہؒ حدیث پر اعتبار نہیں کرتے تھے یا یہ کہ حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے کو ترجیح دیتے تھے درست نہیں جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے ثابت ہو گیا۔

خلاصۂ بحث:

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ بحیثیت انسان کسی سے بھی غلطی، خطاء، بھول چوک ہو سکتی ہے۔ خواہ وہ محدث ہو، فقیہ ہو یا محقق۔ اور اس غلطی کو تسلیم کرنا کوئی عیب بھی نہیں۔ پھر جب معاملہ حدیث نبوی ﷺ کا ہو تو اُس میں تحقیق کی جائے گی۔ اب اگر تحقیق کے بعد اُس اعتراض کو دور کر دیا جائے اور وہ علت ختم ہو جائے تو پھر اس اعتراض پر قائم رہنا درست نہیں۔ بغیر کسی شک و شبہ کے "الدکتور احمد شلبی" نے انتہائی نیک نیتی سے اسلام کی خدمت کی۔ انھوں نے اپنی علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی استعداد کے مطابق تحقیق بھی کی۔ آپ کی اعلیٰ تعلیم لندن و برطانیہ کی ہے تو شائید انھیں کچھ ایسے اساتذہ کی صحبت ملی جن پر استشراقی اثرات تھے، یا وہ مستشرق تھے، جس کی وجہ سے حدیث و سیرت کے معاملے میں ان سے خطا ہوئی۔ دوسرے الفاظ میں ان پر بھی وہی استشراقی اثرات نظر آتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی حسنات کو قبول فرمائے اور جہاں کہیں کسی بھی وجہ سے ٹھوکر کھائی ہے اس سے در گزر فرمائے۔ آمین۔

[44] Tarīkh-e-Baghdad, 368/13.